



## سوال

(397) کمائی کرنے کی وجہ سے روزے نہ رکھنے والے کے متعلق حکم

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک آدمی نے اپنے اور اپنے بچوں کے لیے کمائی کرنے کی وجہ سے رمضان کے روزے ترک کر دیے، تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ شخص جس نے ماہ رمضان کے روزے اس لیے نہ رکھے کہ وہ اپنے اور اپنے بچوں کے لیے کمائی کر رہا تھا، اگر اس نے یہ کام تاویل سے کام لے کر یہ گمان کرتے ہوئے کیا کہ جیسے مریض کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ روزے نہ رکھے، اسی طرح اس شخص کے لیے بھی جائز ہے، جو روزہ ترک کیے بغیر کام نہ کر سکتا ہو کہ وہ روزے کو چھوڑ دے تو یہ شخص اگر زندہ ہے تو اسے رمضان کے ان روزوں کی قضا ادا کرنا ہوگی اور اگر فوت ہو گیا ہے، تو اس کی طرف سے روزے رکھے جائیں گے۔ اگر اس کا وارث اس کی طرف سے روزے نہ رکھے تو وہ اس کی طرف سے ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ اگر اس نے تاویل کے بغیر روزے ترک کیے، تو پھر اہل علم کے اقوال میں سے راجح قول یہ ہے کہ ہر وہ عبادت جس کا وقت مقرر ہے، جب انسان اسے بلا عذر وقت مقرر پر ادا نہ کرے، تو وہ قبول نہیں ہوتی، لہذا اسے کثرت کے ساتھ اعمال صالحہ، نوافل اور استغفار کرنا چاہیے۔ اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے، جو صحیح حدیث میں ہے:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرًا فَهُوَ رَدٌّ» (صحیح مسلم، الاقضية باب نقض الاحکام الباطلة ج: ۱۸، ۱۷۱)

”جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس کے بارے میں ہمارا امر نہ ہو تو وہ مردود ہے۔“

جس طرح وقت مقررہ کی عبادت کو قبل از وقت سرانجام نہیں دیا جاسکتا، اسی طرح اسے بعد از وقت بھی سرانجام نہیں دیا جاسکتا الا یہ کہ جہالت اور نسیان جیسا کوئی عذر ہو۔ نسیان کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

«مَنْ نَامَ عَنِ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا - وَفِي رِوَايَةٍ: لَا كُفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَكَرَهَا» (صحیح البخاری، المواقيت باب من نسي صلاة فليصل اذا ذكر، ج: ۵۹۷ و صحیح مسلم، المساجد، باب قضاء

الصلوة الفاسية، ج: ۶۸۳، ۳۱۵)

”جو شخص کوئی نماز سے سو یا رہے یا بھول جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے اسی وقت پڑھ لے جب اسے یاد آئے۔“ اور ایک روایت میں ہے: ”اس کا کفارہ بس یہی ہے۔“



البتہ جمالت کا مسئلہ بھی تفصیل طلب ہے لیکن یہ تفصیل کا موقع نہیں۔

ہذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ ارکان اسلام

عقائد کے مسائل : صفحہ 371

محدث فتویٰ